ابن کثیر کی ایک نئی سوانح ؎۵

ڈاکٹر مسعود الرحمٰن خاں ندوی

علامہ حافظ ابن کثیرؒ مفسر، محدث اور مورخ کی حیثیت سے اسلامی تاریخ کی ایک قدآور شخصیت ہیں۔ ابھی حال ہی میں عربی میں ان کی ایک نئی سوانح شائع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر مسعود الرحمٰن خاں ندوی کا ابن کثیر پر مطالعہ بڑا وسیع ہے۔ ذیل کے مقالہ میں انھوں نے اس کتاب کی تلخیص ہی نہیں کی ہے بلکہ اس پر نقد و تبصرہ اور قابلِ قدر اضافہ بھی کیا ہے۔ اس علمی مقالہ کی پہلی قسط ذیل میں دی جارہی ہے۔ (جلال الدین)

ابن کثیر (۷۰۱ــ۷۷۴ھ/۱۳۰۱ــ۱۳۷۲ء) آٹھویں صدی ہجری/ چودہویں صدی عیسوی کے مشہور عالم و مؤلف ہیں۔ ان کا تعلق امام ابن تیمیہ (۶۶۱ــ۷۲۸ھ) سے صرف رسمی شاگردی ہی کا نہیں، بلکہ ان کے مکتبِ فکر سے والہانہ وابستگی کا بھی تھا۔ استاد کی محبت میں سرشار ان کی مجتہدانہ آراء و افکار کی پرجوش ہمنوائی اور اصلاحی کارناموں کی پرزور وکالت کے الزام میں آزمائش کے دور سے گزرنے والوں میں ان کا نام امام ابن قیم (۶۹۱ــ۷۵۱ھ) کے ساتھ ساتھ آتا ہے۔ دونوں ہونہار شاگرد اپنے استاد کے علمی و فکری جانشین سمجھے جاتے ہیں، اور ان کی مؤلفات اسی مکتبِ فکر کی ترجمانی و نمائندگی کرتی ہیں۔

ابن کثیر کی چہتر سالہ زندگی کا بیشتر حصہ تدریسی و تصنیفی سرگرمیوں میں گزرا۔ انھوں نے تفسیر اور علوم قرآن، حدیث اور علوم حدیث، فقہ اور اصولِ فقہ، تاریخ اور سیرت نگاری وغیرہ متنوع موضوعات پر متعدد ضخیم مؤلفات ـــ جن کو موسوعات کہنا برحق ہے ـــ کے علاوہ بیشمار مختصر کتابیں اور کتابچے اپنی یادگار چھوڑے، جن کی تعداد

ع۵: ابن کثیر و منہجہ فی التفسیر۔ ڈاکٹر اسماعیل سالم عبدالعال۔ مکتبہ الملک الفیصل الاسلامیۃ القاہرہ۔ طبع اول ۱۹۸۴ء صفحات ۴۸۰

زیرِ تبصرہ کتاب کی تحقیق کے مطابق انسٹھ[۵۹] تک پہنچ گئی ہے[۱]۔ جس میں مزید اضافہ کا امکان خارج از بحث نہیں کیونکہ چند سال قبل تک ان کی چھوٹی بڑی معروف کتابوں کی کل تعداد سولہ[۱۶] سے متجاوز نہ تھی۔ تبصرہ نگار کی تلاش و جستجو سے ۱۹۷۲ء تک یہ تعداد چونتیس[۳۴] تک پہنچی تھی[۲]۔ اور اب دونوں فہرستوں کے موازنہ سے یہ تعداد پینسٹھ[۶۵] تک پہنچ سکتی ہے[۳]۔ گزشتہ چند دہائیوں میں ان کی بعض قلمی کتابوں کے زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آنے سے ان کی غیر معمولی علمی کاوشوں کا پتہ لگنا شروع ہوا، اس لیے کہ ان کی تمام مؤلفات میں ان کی دیگر کتابوں کے حوالے بکھرے ہوئے ہیں۔ نیز ان کے اور ان کے مابعد کے زمانہ کی تاریخ و تراجم کی کتابوں میں بھی کچھ نہ کچھ معلومات ان کے بارے میں مل جاتی ہیں، اس لیے ان کی اور دیگر مؤلفین کی باقی محفوظ کتابوں کے طبع ہونے سے اس فہرست میں مزید اضافہ کا امکان بہرحال باقی ہے۔

ان کے معلوم علمی ورثہ کا کچھ حصہ ہی اب تک طبع ہوا ہے، کچھ مخطوطات کی شکل میں کتب خانوں میں محفوظ ہے، باقی بڑا حصہ اب بھی مفقود ہے۔ افسوس یہ ہے کہ ان کی مطبوعات میں سے ان کے دو[۲] عظیم قابلِ فخر علمی کارنامے تفسیر القرآن الکریم[۴] اور تاریخ البدایہ والنہایہ[۵] — جن کو موسوعات کی حیثیت حاصل ہے، اور جن کی وجہ سے ان کو شہرتِ دوام حاصل ہوئی — تحقیق و تفتیش کے اس معیار پر شائع نہ کیے جاسکے جس کے وہ مستحق تھے۔ ان کی تفسیر کا قابلِ قدر خلاصہ شایانِ شان علمی معیار کے مطابق شیخ احمد محمد شاکر مرحوم (وفات ۱۹۵۸ء) کی تحقیق و کاوش سے عمدۃ التفسیر عن الحافظ ابن کثیر[۶] کے نام سے شائع ہونا شروع ہوا تھا، افسوس کہ ان کی عمر نے وفا نہ کی، اور یہ بڑا اہم علمی کام ادھورا رہ گیا۔ مصطفٰی عبدالواحد کی تحقیق سے مطبوع البدایہ والنہایہ سے ماخوذ مختلف حصے قصص الانبیاء[۷] اور السیرۃ النبویہ[۸] اور شمائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[۹] کے عنوانات کے تحت خالص تجارتی انداز سے شائع ہوئے، ان میں تحقیق کے مروجہ معیار کو بالکل ملحوظ نہیں رکھا گیا۔

ابن کثیر کی سوانح حیات اور ان کے علمی کارناموں پر قدیم تراجم کی کتابوں میں بہت ہی مختصر اور ایک ہی طرح کی معلومات کی تکرار ملتی ہے[۱۰]۔ اس صدی کے نصف آخر میں شائع ہونے والی خود ان کی بعض کتابوں کے شروع میں ان ہی مذکورہ تشنہ معلومات کو سلیقہ سے قلم بند کرنے کی کوشش کی گئی[۱۱]۔ اسی زمانے میں فنِ تاریخ اور مورخین اور فن تفسیر اور مفسرین پر لکھی گئی بعض عام کتابوں میں بھی ان کا مجمل تذکرہ ہے[۱۲]۔ صحافتی انداز کے مقالات کو چھوڑ کر ان کے بارے میں چند علمی مقالات بھی منظرِ عام پر آئے[۱۳]۔ جس کی وجہ سے ان کی شخصیت تحقیق و تفتیش کا موضوع بن گئی۔

خوش قسمتی سے خود ان کی تاریخ البدایہ والنہایہ میں ان کے حالات زندگی اور ان کی علمی سرگرمیوں سے متعلق اشارات جا بجا بکھرے ہوئے تھے، نیز ان کے اور ان کے مابعد کے زمانہ کی کتب تاریخ و تراجم میں بھی کچھ نہ کچھ منتشر معلومات موجود تھیں، جن کی مدد سے تبصرہ نگار نے ان کی پہلی سوانح حیات ابن کثیر: حیاتہ' و مؤلفاتہ' عربی زبان میں ترتیب دی، جو چند سال ہوئے طبع بھی ہوگئی۔[۱۳] تبصرہ نگار کی دوسری کتاب 'ابن کثیر کمورخ: دراسۃ تحلیلیۃ لکتاب البدایہ والنہایہ' میں ان کی تاریخ کے مطالعہ کے ذریعہ ان کو بحیثیت مؤرخ پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔[۱۵] اور ایک اردو مقالہ میں ان کو سیرت نگارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے متعارف کرایا گیا۔[۱۶]

اسی تحقیقی سلسلہ کی نئی کڑی ڈاکٹر سالم عبدالعال[۱۷] کی زیرِ تبصرہ کتاب 'ابن کثیر و منہجہ فی التفسیر' ہے اس کتاب کے ذریعہ مؤلف نے ابن کثیر کی مختلف کمالات کی حامل شخصیت کے تفسیری پہلو کو اجاگر کیا ہے اور ان کی تفسیر کے تحلیلی مطالعہ کے ذریعہ ان کے تفسیری طریقۂ کار پر سے پردہ اٹھایا ہے۔ حقیقتاً یہ ایک قابلِ قدر علمی خدمت ہے، جس پر مؤلف مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد ابنِ کثیر پر تحقیقی کام کے دو پہلو: حدیث و علومِ حدیث، اور فقہ اور اصول فقہ میں ان کی علمی خدمات اور ان کے مقام و مرتبہ کا تعین اہلِ علم حلقہ کی توجہ کے مستحق رہ جاتے ہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب ایک طویل تمہید اور تین ابواب پر مشتمل ہے، اور ہر باب کے تحت متعدد فصول اور ذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں: تمہید میں ابن کثیر کے زمانہ کے سیاسی، اقتصادی، سماجی دینی، علمی فکری حالات پر بحث کی گئی ہے۔ باب اوّل میں ابن کثیر کی سوانح قلم بند کی گئی ہے، اور ان کی مؤلفات کا احاطہ کیا گیا ہے، باب دوم میں تفسیر ابن کثیر کے مصادر اور مواد پر بحث ہے۔ آخری باب میں ان کے تفسیری طریقۂ کار کی وضاحت، مثالوں سے اس کی تطبیق، اور فنِ تفسیر میں ان کے امتیازی مقام و مرتبہ کا تعین کیا گیا ہے، اس مقالہ میں ہم اس کتاب کے صرف سوانحی حصہ پر تبصرہ کریں گے۔ تفسیر سے متعلق دو ابواب پر ایک اور مستقل مقالہ میں تبصرہ کا ارادہ ہے۔

تمہید

ابن کثیر کے عصر (آٹھویں صدی ہجری/ چودہویں صدی عیسوی) کے سیاسی و اقتصادی، اجتماعی و معاشرتی، دینی و اخلاقی اور علمی و فکری حالت کا جائزہ لینے کے لیے صلیبی جنگوں (۴۹۲ — ۶۹۰ھ)

تاتاری حملوں (۶۱۶ھ — ۸۰۷ھ) سقوطِ بغداد اور زوالِ خلافتِ بنو عباس (۶۵۶ھ)، پھر قاہرہ میں اس کا دوبارہ قیام (۶۵۸ھ) کے پس منظر میں مؤلف نے ابن کثیر کے زمانہ میں اُس وقت کے عالم اسلام کے مرکزی حساس علاقے مصر و شام سے تاتاری اور فرنگی اقوام کی مسلسل چھیڑ چھاڑ، اور محدود پیمانے کی جنگی مہموں کا تذکرہ کرکے وہ صورتِ حال واضح کرنے کی کوشش کی ہے جس سے عالم اسلام متعدد صدیوں سے ابن کثیر کے زمانہ تک دوچار رہا۔ مادّی و معنوی تباہی اور علمی خزانوں کی بربادی سے نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ علماء وقت پہلے شیخ عزالدین عبدالسلام (وفات ۶۷۸ھ ۸۰ - ۱۲۷۹ء) اور بعد میں امام ابن تیمیہ (۶۶۱ — ۷۲۸ھ) کی قیادت میں درس و تدریس اور تصنیف و تألیف کے شیش محلوں سے نکل کر میدانِ جنگ میں دشمنوں کے خلاف صف آرا ہونے پر مجبور ہو گئے تھے۔

اقتصادی حالت میں صرف قحط اور وباؤں کا تذکرہ ہے، جس سے عدم تحفظ اور عوامی پریشانی کا احساس ہوتا ہے۔

اجتماعی حالت میں متعدد و متنوع اقوام، نسلیں اور مذاہب و طوائف — جیسے غلام، ترک، یہودی، عیسائی، ارمن، فرنگی اور تاتاری اقوام — کے مقامی عرب مسلمان باشندوں سے اختلاط کی وجہ سے سیاسی عدم استقرار، اقتصادی لوٹ مار، معاشرتی اونچ نیچ، اخلاقی انتشار، طائفی و مذہبی رسہ کشی اور غیر مسلم باشندوں کی حملہ آور بیرونی اقوام کے ساتھ ہمدردی و تعاون کا حال معلوم ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بعض اوقات حکام نے غیر مسلم باشندوں کو امتیازی رنگ کے کپڑے پہننے کا پابند کیا۔

دینی حالت میں بدعتوں اور وہم پرستی کا عام رواج، الحاد و زندقہ کا دوردورہ، عام اخلاقی پستی، اور خود مسلمانوں کے مختلف فرقوں، اور فقہی و ذوقی و وجدانی مکاتبِ فکر کے درمیان باہمی اختلافات اور جنگ و جدل کا بیان ہے۔

علمی و فکری حالت میں تقلید پرستی عام تھی، جس کی وجہ سے تخلیقی قوت ماند پڑ گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود مؤلف اس زمانہ کو علمی و فکری انحطاط کا زمانہ ماننے سے گریز کرتے ہیں، اور اس کو گزشتہ زمانہ میں علمی خزانوں کی بربادی کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلا، اور آئندہ زمانہ کی علمی ترقیوں کے درمیان کی ایک تکمیلی کڑی تصور کرتے ہیں۔

اس کے بعد انھوں نے اس زمانہ میں مصر و شام کے علمی مراکز و مدارس کے نام مختصر ترین تعارف کے ساتھ جمع کیے ہیں، اور یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ مدارس و معاہد زیادہ تر کسی ایک علم یا کسی ایک فقہی مسلک

کے نمائندہ تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں مذہبی تعصب اور جمود پیدا ہوا۔
تمہید کا خاتمہ اس صدی کی تفسیری خدمات کے مختصر ترین خاکہ پر ہوا ہے۔

باب اوّل

یہ طویل باب ابن کثیر کے حالات زندگی، علمی سرگرمیوں اور تالیفات و تصنیفات کے لیے وقف ہے، جو سوا سو[۱۲۵] صفحات پر پھیلا ہوا ہے، اور حقیقتاً یہ ابن کثیر کی ایک نئی سوانح عمری ہے، جو اس وقت ہمارے زیر تبصرہ ہے، اس کی ترتیب میں مؤلف نے کافی منتشر مواد جمع کیا ہے، خاکسار تبصرہ نگار نے ابن کثیر کی جو سوانح مرتب کی ہے مؤلف کو اس کا پتہ نہ لگ سکا، ورنہ ان کی بہت کم محنت سے زیادہ جامع و شامل نئی سوانح تیار ہو جاتی، اور بعض جگہ وہ مغالطے نہ ہوتے جن کی تردید پہلے کی جا چکی ہے۔

ابن کثیر کی مؤلفات کے خاتمہ پر مؤلفِ کتاب نے خود اعتراف کیا ہے کہ وہ ابن کثیر کی تمام مؤلفات کو بدقتِ نظر نہ دیکھ سکے، کیونکہ ان کی زیادہ توجہ تفسیر و تاریخ ابن کثیر پر مرکوز رہی، اس لیے ہو سکتا ہے کہ ابن کثیر کی مزید مؤلفات ان کی نظر سے چھوٹ گئی ہوں جن کا حوالہ ابن کثیر نے اپنی دوسری کتابوں میں دیا ہو[۱۱۵]۔ البدایہ والنہایہ کی حد تک تبصرہ نگار کا خیال ہے کہ مؤلف اس کو بھی نہ ابن کثیر کی سوانح کے حصہ میں پوری طرح استعمال کر سکے اور نہ ان کی مؤلفات کے حصہ میں، اسی طرح وہ ابن کثیر کے معاصر و مابعد کے تاریخی و سوانحی مواد سے بھی کما حقہ فائدہ نہیں اٹھا سکے، ورنہ ان کو نہ صرف ابن کثیر کی مؤلفات، بلکہ ذاتی حالات، افراد خاندان، اساتذہ، معاصرین، شاگردوں، اسفار وغیرہ کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہو سکتی تھیں، جیسا کہ آئندہ ہمارے اضافوں سے ثابت ہوگا۔

فصل اوّل

اس باب کی پہلی فصل میں ابن کثیر کے حسب نسب، والدین، تاریخ پیدائش، نشوونما، بچپنے سے علم کی محبت کے بیان کے بعد ان تیس[۳۰] اساتذہ کا تذکرہ آیا ہے[۱۱۶]، جس میں کافی اضافے کی گنجائش ہے، تاکہ اس وقت تک ان کے معلوم اساتذہ کی فہرست مکمل ہو سکے۔ قابلِ اضافہ نام یہ ہیں:

۱۔ المؤلہ: محمد بن جعفر بن فرعوش اللباد (وفات ۷۲۴ھ) سے خود ابن کثیر کے بقول فن تجوید کے مبادیٔ حاصل کیے[۱۱۷]۔

۲۔ ابن الحموی: ضیاء الدین ابو الفداء اسماعیل بن المسلم (۶۲۵ــــ ۷۲۷ھ) سے خود ابن کثیر کے

بیان کے مطابق ان کی سلسلۂ احادیث کا وہ مجموعہ سنا جس کی تخریج ان کے لیے علم الدین البرزالی نے کی تھی۔[۲۱]

۳۔ الملک الکامل ناصر الدین ابو المعالی محمد بن عبد الملک (۶۵۳ — ۷۲۷ھ) سے ابن کثیر نے خود سماع کی وضاحت کی ہے، اور فن تاریخ میں ان کی اچھی یادداشت کا اعتراف کیا ہے۔[۲۲]

۴۔ نجم الدین ابو الحسن علی بن محمد (۶۴۹ — ۷۲۹ھ) سے مؤطا امام مالک اور دوسری کتابیں سنیں[۲۳] جیسا کہ انھوں نے خود لکھا ہے۔

۵۔ ابن القلانسی: الصاحب عز الدین ابو یعلیٰ حمزۃ التمیمی الدمشقی (۶۴۹ — ۷۲۹ھ) سے ابن کثیر نے سماع کی خود وضاحت کی ہے۔[۲۴]

۶۔ قاضی القضاۃ علاء الدین ابو الحسن علی بن اسماعیل القونوی التبریزی (۶۶۸ — ۷۲۹ھ) سے خود ابن کثیر کے بیان کے مطابق ان کی سلسلۂ احادیث کا مجموعہ سن ۲۷ — ۷۲۹ھ کے درمیان سنا، جب وہ مصر سے دمشق کے قاضی بن کر آئے تھے۔[۲۵] یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابن کثیر نے ان کے لیے مختصر ابن حاجب کی احادیث کی تخریج بھی کی تھی، اور اپنے خسر محترم شیخ جمال الدین یوسف المزی کے ساتھ امام ابن تیمیہ کی رہائی کے لیے سلسلہ جنبانی کی کوشش میں ان سے ملاقات بھی کی تھی، جو اس وقت دمشق میں قید تھے،[۲۶] اور آخر کار جیل ہی میں ان کی وفات ہوئی۔

۷۔ ابن النا کہانی: تاج الدین ابو حفص عمر بن علی اللخمی الاسکندانی (۶۵۴ — ۷۳۴ھ) کی زیارت دمشق ۷۳۱ھ کے موقع پر شرف سماع حاصل کیا[۲۷] جیسا کہ خود ابن کثیر نے لکھا ہے۔

۸۔ ابن الشیرازی: الصدر الکبیر کمال الدین ابو القاسم احمد بن محمد (۶۷۰ — ۷۳۶ھ)، محمد عبد الرزاق حمزہ کے بیان کے مطابق یہ ابن کثیر کے اساتذہ میں ہیں۔[۲۸]

۹۔ شیخ القراء بدر الدین محمد بن احمد بن بصخان (۶۶۸ — ۷۴۳ھ) کے اسباق میں حاضر ہوئے اور اس کا اعتراف اپنی تاریخ میں کیا۔

۱۰۔ الامیر الکبیر علم الدین ابو سعید سنجر بن عبد اللہ الجاولی (۶۵۳ — ۷۴۵ھ) سے ۲۵ صفر ۷۴۳ھ میں خود ان کے بیان کے مطابق امام شافعی کی مسند سنی۔[۲۹]

۱۱۔ جمال الدین ابو الحجاج یوسف بن عبد المقدسی (۶۹۱ — ۷۵۴ھ) ابن العماد کے بیان کے مطابق ابن کثیر کو ان سے سماع کا شرف حاصل تھا۔[۳۰]

۱۲۔ شہاب الدین احمد بن عبد اللہ الجہنی البارزی الحموی (۶۷۴ — ۷۵۵ھ) ابن حجر کے بیان کے

مطابق ابن کثیر نے ان سے ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم کی حدیث کے ان اجزاء کی سماعت کی[۳۳] جو غیلانیات کے نام سے مشہور ہیں۔

۱۳۔ السبکی: تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی (۶۸۳ — ۷۵۶ھ) سے ابن فہد کے بیان کے مطابق وفات کے سال آخری سفرِ مصر میں حدیث لکھی۔

۱۴۔ عزالدین محمد بن اسماعیل بن عمر الحموی (۶۸۰ — ۷۵۷ھ) کو بھی ابن کثیر کے اساتذہ میں شمار کیا جانا چاہیے، کیونکہ ابن کثیر نے اپنی حدیث کی ایک سند میں ان سے بھی روایت کی ہے[۳۴]، اور ان کی جو چند سندیں ہم تک پہنچی ہیں، وہ سب ان کے اساتذہ سے مروی ہیں[۳۵]۔

۱۵۔ ابن جماعۃ: قاضی القضاۃ عزالدین ابوعمر عبدالعزیز بن محمد (۶۹۴ — ۷۶۷ھ) سے ابن کثیر نے رجب ۷۲۵ھ کی زیارت دمشق کے موقع پر کافی استفادہ کیا۔[۳۶] اور غالباً اسی موقع پر ابن جماعۃ نے احادیث الرافعی کی تخریج میں ان سے کافی مدد حاصل کی[۳۷]۔

۱۶۔ ابن الشیرجی: عمادالدین ابوعبداللہ محمد بن موسی الانصاری الدمشقی (۶۸۴ — ۷۷۰ھ)، ابن حجر کے بیان کے مطابق ابن کثیر کو ان سے سماع حاصل تھا[۳۸]۔

۱۷۔ ابن قاضی شہبۃ: شمس الدین محمد بن عمر (۶۹۱ — ۷۸۲ھ) ابن حجر کے بیان کے مطابق ابن کثیر ان سے سننے والوں کے طبقۂ اول میں شمار کیے جاتے ہیں[۳۹]۔

۱۸۔ زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی (۷۲۵ — ۸۰۶) اگرچہ یہ ابن کثیر سے عمر میں بہت چھوٹے تھے، لیکن ابن فہد نے لکھا ہے کہ "ابن کثیر نے عراقی سے ان کی کتاب اخبار الاحیاء باخبار الاحیاء کا کچھ حصہ پڑھا۔"

اس اضافہ کے بعد اس وقت تک ابن کثیر کے معلوم اساتذہ کی فہرست اڑتالیس[۴۰] پر مشتمل ہوگئی ہے، اور مزید تلاش و جستجو سے اس میں اور اضافہ کا امکان ہے۔

مؤلف کو ابن کثیر کے ایک استاد محمد بن الزرّاد کے نام کے علاوہ اور کچھ معلومات نہیں مل سکی ہیں[۴۱]۔ تبصرہ نگار کے خیال میں اگر یہ ابوعبداللہ محمد بن ابی الہیجاء ابن الزرّاد ہیں، جو ایک عالم حدیث تھے، تو ان کے بارے میں تراجم کی کتابوں میں معلومات دستیاب ہیں[۴۲]۔

اسی طرح مؤلف کو ابن کثیر کو اجازتِ حدیث مرحمت فرمانے والے پانچ[۴۳] مصری علماء میں سے تین[۴۴] کے نام کے علاوہ معلومات حاصل نہ ہو سکیں[۴۵]۔ ان میں سے دو کے بارے میں کتبِ تاریخ و تراجم میں مندرجہ

ذیل معلومات مل سکتی ہیں:

۱۔ ابو الفتح الدبوسی: ابن حجر نے ان کو ابن کثیر کو اجازت فرمانے والے علماء میں شمار کیا ہے[۴۷]۔ اور ضیاء الدین اصلاحی کے خیال میں وہ یونس بن ابراہیم الدبوسی ہیں (۶۳۵ — ۷۲۹ھ) جن کے حالات ابن حجر اور ابن العماد کے ہاں ملتے ہیں[۴۸]۔

۲۔ الحسینی: ان کو شیخ محمد عبد الرزاق حمزۃ نے ابن کثیر کو اجازت دینے والے علماء مصر میں شمار کیا ہے[۴۹]۔ جبکہ شیخ احمد محمد شاکر نے اس زمانہ کے ایک عالم و محدث و مؤلف شمس الدین ابو المحاسن (یا ابو عبد اللہ) محمد بن علی الحسینی الدمشقی (۷۱۵ — ۷۶۵ھ) ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ پر ایک ذیل کے مصنف کو ابن کثیر کا شاگرد بتایا ہے[۵۰]۔ اور خود حسینی نے اپنی ذیل میں ابن کثیر کے تذکرہ کے آخر میں ان سے ایک حدیث اپنی روایت کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کی ہے: أخبرنا الحافظ عماد الدین ابن کثیر بقراءتی علیہ، قال: أخبرنا...... [۵۱] تبصرہ نگار نے پہلے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ، کیونکہ حسینی اور ابن کثیر دونوں معاصر عالم تھے، اس لیے ہو سکتا ہے کہ دونوں نے ایک دوسرے سے استفادہ کیا ہو، اور ایک دوسرے کو اجازتِ حدیث مرحمت فرمائی، جس کی وجہ سے معلومات میں یہ اختلاف ہوا[۵۲]۔

لیکن طبقات ابن قاضی شہبۃ میں ایک اور عالم و مؤلف شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن الحسن الحسینی الواسطی (۷۱۷ — ۷۷۶ھ) کا تذکرہ ملا، سفر مصر سے پہلے اپنی کتاب (الرد علی الاسنوی فی تناقضہ) قاضی بہاء الدین ابو البقاء کو پڑھ کر سناتے تھے[۵۳]۔ اس دریافت سے یہ احتمال ابھرتا ہے کہ شاید شیخ حمزۃ کے خیال میں استاد کی حیثیت سے یہ بزرگوار (جو اگرچہ خود ابن کثیر سے کافی چھوٹے تھے) رہے ہوں، واللہ اعلم۔

۳۔ ابو موسیٰ القرافی: شیخ حمزہ نے ان کو بھی ابن کثیر کو اجازت مرحمت فرمانے والے علماء میں شمار کیا ہے[۵۴]۔ تبصرہ نگار کو بھی ان کے بارے میں تحقیق نہ ہو سکی۔

مؤلف کی نظر سے ابن کثیر کو اجازت دینے والے علماء میں ابن الدوالیبی البغدادی (۶۳۸ — ۷۲۸ھ) کا نام بھی اوجھل رہ گیا، جن کو خود ابن کثیر نے ان علماء بغداد میں شمار کیا ہے، جنھوں نے ان کو اجازتِ حدیث مرحمت فرمائی[۵۵]۔ ان کا نام عفیف الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد المحسن ہے، یہ دار الحدیث المستنصریہ کے شیخ تھے، اور ان کا تذکرہ تراجم کی کتابوں میں ملتا ہے[۵۶]۔

اس کے بعد مولف نے ایک ذیلی سرخی کے تحت ابن کثیر کی شادی اور اولاد کا تذکرہ کیا ہے، لیکن ان کی اولاد میں صرف دو صاحبزادوں (بدر الدین ابو البقاء) محمد (۷۵۹ — ۸۰۳ھ) اور (شہاب الدین)

احمد (۷۶۵ــ ۸۰۱ھ) کے نام اور معلومات ملے ہیں[۵۴] جبکہ تاریخ وتراجم کی کتابوں میں ان کے مزید تین[۵۵] صاحبزادوں اور بعض قریبی اعزہ کے نام اور معلومات بھی ملتی ہیں، جن کو فقہ وحدیث میں یہ مقام ومرتبہ حاصل تھا، تفصیل یہ ہے: ۔

صاحبزادے

۱۔ عزالدین عمر بن اسماعیل بن کثیر[۵۶] (۷۳۸ ــ ۷۸۳ھ): ابن حجر کا بیان ہے کہ ان کو فقہ کی طرف خاص توجہ تھی، احتساب کا محکمہ کئی باران کے سپرد ہوا، اوقاف کا کام بھی سنبھالا، کئی مدارس میں درس دیا، اور اپنے والدِ بزرگوار کی تصنیفات کو نقل کیا۔ ابن حجر نے ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا مسند الامام احمد مرتبہ ابن المحب الصامت کا وہ نسخہ دیکھا جس نے جامع المسانید والسنن کی تالیف کے وقت ابن کثیر کی اصل کا کام دیا تھا، اور پھر جامع المسانید کا ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا مبیضہ بھی دیکھا تھا۔[۵۷]

۲۔ زین الدین عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن کثیر (وفات ۷۹۲ھ): صرف ابن فہد کے ہاں دمشق میں ان کی وفات کا حوالہ ملتا ہے۔[۵۸]

۳۔ المسند تاج الدین عبدالوہاب بن اسماعیل بن کثیر (۷۶۷ ــ ۸۴۰ھ): سخاوی نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کو اپنے والدِ بزرگوار اور المحب الصامت، اور احمد بن عبدالغالب ماکسینی، اور ابن امیلہ سے سماع حاصل ہوا، اور حدیث بیان کی، جس کو فضلاء وقت نے ان سے سنا۔[۵۹]

بھتیجی

۱۔ ست القضاۃ اُم عیسیٰ بنت عبدالوہاب بن عمر بن کثیر (۷۲۰ ــ ۸۰۱ھ): یہ ابنِ کثیر کے بڑے حقیقی بھائی کمال الدین عبدالوہاب (وفات ۷۵۰ھ) کی بیٹی تھیں، لقب ہی سے پتہ چلتا ہے کہ اہلِ علم قاضیوں کے خاندان کی بزرگ خاتون، یا اپنے زمانہ کے علماء وقضاۃ کا مرجع تھیں، چنانچہ سخاوی اور ابن العماد کا بیان ہے کہ دینی علوم میں ان کو نمایاں مقام حاصل تھا، وقت کے مشہور ترین حفاظ حدیث سے ان کو سماع کا شرف حاصل تھا، اور فضلاء وقت نے ان سے حدیث سنی تھی۔ الصلاح الاقفہسی نے ان کی ان کے اساتذہ سے بیان کی ہوئی چہل حدیث کی تخریج کی تھی، انھوں نے جن علماء کو اجازتِ حدیث مرحمت فرمائی ان میں ابن حجر بھی شامل ہیں۔[۶۰] ان کے خاندان کے لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیمی تربیت کی ذمہ داری

بھی ان کے سپرد تھی جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

پوتا

۱۔ ابراہیم بن عبدالوہاب بن اسماعیل بن کثیر (ولادت ۷۸۹ھ): یہ ابن کثیر کے صاحبزادے المسند تاج الدین عبدالوہاب کے لڑکے تھے۔ تین سال کی عمر سے ابن کثیر کی مذکورہ بھتیجی ست القضاۃ ام عیسیٰ کے زیر تربیت رہے۔ فن حدیث میں ان کو شہرت حاصل ہوئی، علماء و حفاظ حدیث کا مرجع بنے، شمس الدین سخاوی (۸۳۱۔۹۰۲ھ) نے ان سے ملاقات کی، اور ان سے حدیث کا ایک جزء پڑھا، ان کو علم و حدیث و روایت کے خانوادہ کا فرد بتایا، اور اپنی تراجم کی کتاب میں ان کا تذکرہ لکھ کر احسان مندی کا حق ادا کیا۔[۱۱۹]

پوتی

۱۔ اسماء بنت احمد بن اسماعیل بن کثیر (وفات ۸۶۰ھ): یہ ابن کثیر کے صاحبزادے شہاب الدین احمد کی بیٹی تھیں، ان کو بھی ابن کثیر کی مذکورہ بھتیجی ام عیسیٰ کے زیر تربیت پانچ سال کی عمر میں دیا گیا تھا۔ ان کو بھی علوم حدیث میں کمال حاصل ہوا، اور علماء و حفاظِ وقت کا مرجع بنیں۔ سخاوی نے ان سے بھی ملاقات کی تھی اور ان سے بھی اجازتِ حدیث حاصل کی تھی، اور ان کو بھی علم و حدیث و روایت کے خانوادہ کا فرد بتایا تھا، اور اپنی تراجم کی کتاب میں ان کا تذکرہ لکھ کر اس علمی خاندان کی ایک اور تعلیم یافتہ خاتون کا نام زندہ کر گئے۔[۱۲۰]

اس زمانہ کی تاریخ و تراجم کی دیگر کتابوں میں اس ممتاز خاندان کے اِن افراد کے علاوہ دیگر افراد کے بھی نام اور حالات اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے موجود ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی صرف ان بکھرے ہوئے موتیوں کو تلاش کر کے چننے والے کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد ابن کثیر کی شخصیت کے نمایاں اوصاف کی فصل قائم کی گئی ہے۔ تراجم کی کتابوں میں متعلقہ افراد کے جسمانی، عقلی، نفسیاتی اور اخلاقی اوصاف کی نایابی کا عذر کرتے ہوئے مؤلف نے ابن کثیر کے معاصر علماء اور شاگردوں کی بیان کی ہوئی شہادتوں، اور ان کے معلوم حالات و واقعاتِ زندگی کی روشنی میں ان کی شخصیت کے نمایاں اوصاف: تقویٰ، انصاف پسندی، حق پرستی، عزتِ نفس، اختلافات اور جھگڑوں کا فیصلہ غیر جانبداری سے کرانے کی کوشش، خرافات سے دوری، اللہ کے لیے محبت اور اسی کے لیے نفرت، متعدد علوم و فنون میں گہری اور وسیع معلومات، ذہانت و قوتِ حافظہ وغیرہ استنباط کرکے

بیان کیے ہیں۔

ابن کثیر کے شاگردوں کے ذیلی عنوان کے تحت مؤلف نے بیان کیا ہے کہ ان کی سرگرم تدریسی زندگی کو دیکھتے ہوئے ان کے شاگردوں کی بڑی تعداد تھی، لیکن ان کے نام معروف نہیں ہیں، اس لیے وہ صرف چھ شاگردوں کے نام جمع کرسکے ہیں[۶۳] تبصرہ نگار کی معلومات کے مطابق ان میں مندرجہ ذیل ناموں کا اور اضافہ ہونا چاہیے تھا جن کے بارے میں تاریخ وتراجم کی کتابوں میں ابن کثیر کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کی وضاحتیں ملتی ہیں:

۱۔ الحسینی (۷۱۵ — ۷۶۵): پہلے گذر چکا ہے کہ ان کو شیخ شاکر نے ابن کثیر کا شاگرد بتایا ہے، اور خود حسینی کی ذیل میں اپنی سند نقل کرتے ہوئے انھوں نے لکھا ہے: اخبرنا الحافظ عماد الدین ابن کثیر بقراءتی علیہ[۶۴]

۲۔ ابن سند: (۷۲۹ — ۷۹۲ھ): ان کو ابن کثیر نے فتوٰی کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔[۶۵]

۳۔ ابن الیونانیہ (۷۰۰ — ۷۹۳ھ): انھوں نے ابن کثیر سے استفادہ کیا، اور ان کی تفسیر کی تلخیص کی۔[۶۶]

۴۔ یحیٰی الرحبی (۷۱۵ — ۷۹۴ھ): ابن کثیر کے ساتھ ساتھ رہے، ان سے فنِ حدیث کی معلومات لکھیں، جن میں سے اکثر کا تعلق صحیح بخاری سے تھا۔[۶۷]

۵۔ محمد الزرکشی الترکی: (۷۴۵ — ۷۹۴ھ): یہ دمشق پہنچے تو ابن کثیر سے حدیث اور دیگر علوم حاصل کیے، اور ان سے ان کی کتاب اختصار علوم الحدیث پڑھی، اور دو شعروں میں ان کی تعریف کی۔[۶۸] اور غالباً یہ دو شعر وہی ہیں جن کو ابن تغری بردی نے ابن کثیر کے مجہول شاگرد کی طرف منسوب کرکے مرثیہ کے طور پر نقل کیا ہے۔[۶۹]

۶۔ عماد الدین ابو بکر بن سلیمان الناذ کجی (وفات ۸۰۳ھ): یہ دمشق گئے تو ابن کثیر سے حدیث حاصل کی۔[۷۰]

۷۔ ابن عنقۃ البسکری (وفات ۸۰۴ھ): انھوں نے ابن کثیر سے علم حاصل کیا۔[۷۱]

۸۔ سعد النواوی (۷۲۹ — ۸۰۵ھ): انھوں نے ابن کثیر سے علم حاصل کیا، ان سے ان کی کتاب اختصار علوم الحدیث پڑھی، اور ابن کثیر نے ان کو فتوٰی کی اجازت عطا کی۔[۷۲]

۹۔ شہاب الدین احمد بن محمد السلاوی (۷۳۸ — ۸۱۳ھ): انھوں نے ابن کثیر سے حدیث سنی، اور ان سے پڑھا۔[۷۳]

۱۰۔ علی الردماوی (۷۴۱ — ۸۱۳ھ): انھوں نے ابن کثیر سے حدیث سنی۔[۷۴]

۱۱۔ ابن الحسبانی (۷۴۹ — ۸۱۵ھ): انھوں نے ابن کثیر سے علم حاصل کیا،[۷۵] اور حدیث سنی۔[۷۶]

۱۲۔ محمد الحسبتی (۷۴۵ — ۸۲۵ھ): ان کو دمشق میں ابن کثیر سے سماع حاصل ہوا[۲۶]، اور ان کے شاگرد ابن حجر کہتے تھے کہ وہ اپنے شیخ ابن کثیر سے بڑی نفع بخش باتیں نقل کرتے تھے۔[۲۷]

۱۳۔ عبدالعزیز التبریزی: خود ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں ان کو اجازت حدیث مرحمت فرمانے کا واقعہ تفصیل سے لکھا ہے۔[۲۸]

اس اضافہ کے بعد اس وقت تک ابن کثیر کے معروف شاگردوں کی تعداد انیس[۱۹] تک پہنچ گئی ہے، جس میں اضافہ کا بہت امکان باقی ہے۔

باب اوّل کی پہلی فصل ابن کثیر کی وفات کے بیان پر ختم ہوئی ہے۔

حواشی و حوالے :۔

[۱] اسماعیل سالم عبدالعال: ابن کثیر و منہجہ فی التفسیر ص۱۲۳-۱۶۱ (آئندہ اس کتاب کے حوالہ میں صرف منہجہ لکھا جائے گا، دیگر مصادر و مراجع کے حوالے بھی پہلی بار مفصل لکھنے کے بعد مختصراً ابتدائی نام سے دیئے جائیں گے)۔

[۲] تبصرہ نگار کا پی ایچ ڈی کا مقالہ: دراسة تحليلية لابن كثير في ضوء كتابه البداية والنهاية، شعبۂ اسلامیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۱۹۷۲ء، ص۶۶-۱۰۸

تبصرہ نگار کا ابن کثیر کی مؤلفات پر تعارفی مقالات کا سلسلہ: مجلة صوت الجامعة، بنارس، ہندوستان جلد ۲/شمارہ ۲، جنوری ۱۹۷۱ء، ص۳۹-۴۷ — ۲/۳-۴، جولائی ۱۹۷۱ء، ص۷۹-۸۸ — ۳/۴، جولائی ۱۹۷۲ء، ص۲۱-۲۷ — ۴/۱، اکتوبر ۱۹۷۲ء ص۵۱-۷۰ — ۴/۲، دسمبر ۱۹۷۲ء ص۳۵-۴۴ — ۴/۳ مارچ ۱۹۷۳ء ص۳۷-۵۲ — ۴/۴ جون ۱۹۷۳ء ص۳۳-۴۰

تبصرہ نگار کی مطبوعہ کتاب: ابن کثیر: حیاته ومولفاته، مرکز مطالعات غرب الیشیا، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ ۱۹۷۹ء، ص۸۲-۱۴۹ (آئندہ اس کتاب کا حوالہ صرف حیاته سے دیا جائے گا)

[۳] اس مقالہ کے آخر میں تبصرہ نگار نے اس تعداد پر شبہ کا اظہار کیا ہے۔

[۴] تفسیر ابن کثیر کے معلوم طبعات کی تفصیل درج ذیل ہے:

— برحاشیہ فتح البیان فی مقاصد القرآن از نواب صدیق حسن خاں، المطبعة الکبری المیریہ، بولاق، مصر، ۱۳۰۰ — ۱۳۰۲ھ۔

— مع تفسیر بغوی، تحقیق رشید رضا، مطبعة المنار، القاہرہ، ۱۳۴۳ — ۱۳۴۷ھ، نو جلد

ـــطبقہ تجاریہ، القاہرہ ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء
ـــتفسیر القرآن العظیم، مطبعۃ الحلبی، القاہرہ، ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء، چار جلد
ـــازطبعۃ المنار، مع حواشی عبدالوہاب عبداللطیف، مکتبہ النہضۃ الحدیثیہ، مکۃ المکرمہ ۱۳۸۴ھ، چار جلد
ـــتحقیق البناء، غنیم اور عاشور، مطبعۃ دار الشعب، القاہرہ، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۱ء، آٹھ جلد
ـــلبنان سے بھی سات جلدوں میں شائع ہوئی (الفصول فی سیرۃ الرسول لابن کثیر ص۹۱) تاریخ ودیگر معلومات حاصل نہ ہوسکیں۔
ـــاردو ترجمہ، اصح المطابع، کراچی، پاکستان، ۱۹۵۲ء/ ۱۳۷۱ھ، پانچ جلد

۹ البدایہ والنہایہ دو حصوں میں الگ الگ کئی بار شائع ہوئی:

۱۔ ازابتدائے آفرینش تا ۷۶۸ھ تک کا تاریخی حصہ البدایہ والنہایہ کے نام سے:
ـــمطبعۃ کردستان العلمیہ، مصر، ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۸ء (منہجہ ۴۶۶)
ـــمطبعۃ المکتبۃ السلفیہ، القاہرہ، ۱۹۳۵ء، چودہ جلد
ـــمطبعۃ السعادۃ، القاہرہ، ۱۳۵۱-۱۳۵۸ھ/۳۲-۱۹۴۰ء، چودہ جلد
ـــطبعہ بیروت برائے دار المعارف ومکتبہ النصر، الریاض، ۱۹۶۶ء، سات جلد (تصویر از طبعۃ السعادۃ)

۲۔ قرب آخرت کے فتنوں کا زمانہ اور آخرت ومابعد آخرت کے احوال کا حصہ مختلف ناموں سے:
ـــنہایۃ البدایۃ والنہایۃ فی الفتن والملاحم، تحقیق محمد فہیم ابو عبیۃ، مکتبہ النصر الحدیثہ الریاض ۱۹۶۸ء دو جلد
ـــتحقیق اسماعیل الانصاری، مکتبہ النومہ، الریاض ۱۳۸۸ھ (الفصول ۴۸)، نام نہیں معلوم ہوسکا۔
ـــکتاب النہایہ او الفتن والملاحم، تحقیق طہٰ محمد الزینی، مطبعۃ دار النصر، القاہرہ ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء دو جلد

۱۰ تفسیر ابن کثیر کے مطبوعہ وغیر مطبوعہ خلاصوں کی تفصیل یہ ہے:
ـــالاسراء والمعراج من تفسیر ابن کثیر تجرید وترتیب رزق وھیبۃ مکتبۃ التراث الاسلامی، القاہرہ ۱۹۸۴ء
ـــتلخیص شمس الدین محمد بن علی البعلی المعروف بابن الیونانیہ (۷۰۷-۷۹۳ھ) (الدرر ۴/۵۶ شذرات ۶/۳۳۱) غیر مطبوع
ـــالبدر المنیر، اختصار عفیف الدین بن سعید الدین بن مسعود الکازرونی

۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء، چار جلد اور اس کے حاشیہ پر اصل تفسیر بھی ہے (تاریخ آداب اللغۃ العربیہ لبروکلمان ۲/۶۱)
— عمدۃ التفسیر عن الحافظ ابن کثیر، اختصار و شرح و تعلیق احمد محمد شاکر، دار المعارف، القاہرہ ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء ۵ جلد (نامکمل) تا سورہ الانفال آیت نمبر ۸
— تیسیر العلی القدیر لاختصار تفسیر ابن کثیر، اختصار محمد نسیب الرفاعی، بیروت ۱۳۹۲ھ چار جلد
— مختصر تفسیر ابن کثیر، اختصار محمد علی الصابونی، دار القرآن الکریم، بیروت، ۱۳۹۳ھ/۱۹۶۳ء ساتواں ایڈیشن ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱م تین جلد۔
— مع القرآن العظیم، اختصار محمد لبیب البوھی، دار الطباعۃ الحدیثیۃ، (نامکمل)[۵۷] دار الکتب الحدیثیہ القاہرہ، ۱۹۶۸ء، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت ۱۹۸۳ء [۵۸] مطبعۃ الحلبی ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء۔ [۵۹] ایضاً ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۷ء [۶۰] ابن کثیر کا تذکرہ مندرجہ ذیل تاریخ و تراجم کی کتابوں میں دیکھیں:
مخطوطات: طبقات الحفاظ للسیوطی، دار الکتب المصریہ، القاہرۃ، (نمبر ۵۲۵ تاریخ)
— معجم الذہبی، دار الکتب المصریہ، (نمبر ۶۵ مصطلح الحدیث) مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ، سبحان اللہ، کلکشن (نمبر ۲۱۲، ۲/۲۹۷) ورقہ ۳۳۔
— المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی، لابن تغری بردی، دار الکتب المصریۃ (۲۲۵۵ تاریخ)
مطبوعات:- الاعلام لخیر الدین الزرکلی، مطبعۃ کوستانسوس ماس، ۳-۷۴ ۱۳۷۸ھ، ۱/۳۱۷-۳۱۸
— إنباء الغمر بأنباء العمر لابن حجر، دائرۃ المعارف، حیدرآباد ۸۷ - ۱۳۹۶ھ/۶۷-۱۹۶۹ء ۱/۴۵-۴۷
— البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع للشوکانی، مطبعۃ السعادۃ، القاہرۃ، ۱۳۴۸ھ ۱/۱۵۳
— تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ لجرجی زیدان، دار الہلال، القاہرۃ ۱۹۵۷ء ۳/۲۰۸-۲۰۹
— تاریخ الادب العربی لبروکلمان (جرمن طبعہ) لیدن، بریل، ۴۳-۱۹۴۹ء، ۲/۶۰-۶۱
— تذکرۃ الحفاظ للذہبی، دائرۃ المعارف، حیدرآباد، طبعہ دوم، ۳۳-۱۳۳۴ھ ۴/۲۹۰ طبع سوم، ۷۵-۱۳۷۷ھ/۵۵-۱۹۵۸ء ۴/۱۵۰۸
— جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین لابن الآلوسی، مطبعہ المدنی، القاہرہ، ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱، ص۳۴

— دائرۃ المعارف الاسلامیۃ، مقال بروکلمان (الترجمۃ العربیۃ) القاہرہ ۱۹۳۳ء، ۱/ ۲۶۹ — ۲۷۰

— الدارس فی تاریخ المدارس للنعیمی، تحقیق جعفر الحسنی، مطبعۃ الترقی دمشق، ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء ۱/ ۳۶

— الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ لابن حجر، دائرۃ المعارف، حیدرآباد ۴۸ - ۱۳۵۰ھ ۱/ ۳۷۳

وتحقیق محمد سید جاد الحق، دار الکتب الحدیثۃ، مطبعۃ المدنی، القاہرہ ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۶ء ۱/ ۳۹۹-۴۰۰

— ذیل الحسینی علی تذکرۃ الحفاظ للذہبی، مطبعۃ التوفیق، دمشق، ۱۳۴۷ھ ص ۵۷- ۵۹

— ذیل السیوطی علی تذکرۃ الحفاظ للذہبی، مطبعۃ التوفیق، دمشق، ۱۳۴۷ھ ص ۳۶۱-۳۶۲

— الرد الوافر علی من زعم ان شیخ الاسلام ابن تیمیہ کافر، لابن ناصر الدین، مطبعۃ کردستان العلمیہ، مصر ۱۳۹۲ھ ص ۴۹-۵۰

— شذرات الذہب فی اخبار من ذہب لابن العماد الحنبلی، مطبعۃ القدس، مصر، ۵۰- ۱۳۵۱ھ، ۶/ ۲۳۱ — ۲۳۲

— طبقات الشافعیۃ لابن قاضی شہبۃ، تحقیق ڈاکٹر عبد العلیم خاں، دائرۃ المعارف، حیدرآباد، ۹۸ - ۱۴۰۰ھ/ ۷۸ — ۱۹۸۰ء، تذکرہ نمبر ۶۳۸، ۳/ ۱۱۳ — ۱۱۵

— طبقات القراء لابن الجزری، مطبع السعادۃ، القاہرہ ۱۹۳۵ء

— طبقات المفسرین للداؤدی، تحقیق علی محمد عمر، مکتبہ وہبہ، القاہرہ، ۱۳۹۲ھ

— طبقات المفسرین للسیوطی، طبع طہران، ۱۹۶۰ء

— معجم المؤلفین لعمر رضا کحالۃ، مطبعۃ الترقی، دمشق، ۷۶ - ۱۳۸۱ھ ۲/ ۲۸۳، ۲۸۴

— مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ لطاش کبری زادہ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد، ۲۸۰ - ۱۳۵۶ھ ۱/ ۲۰۴

— ملحق تاریخ الادب العربی لبروکلمان (جرمن)، لیدن، بریل، ۴۳ - ۱۹۳۶ء ۲/ ۴۸ — ۴۹

— النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ لابن تغری بردی، دار الکتب المصریۃ، القاہرہ، ۴۹ — ۱۳۷۵ھ ۱۱/ ۱۲۳-۱۲۴

؎ مندرجہ ذیل مؤلفات ابن کثیر کے شروع میں ان کے محققین کے قلم سے ان کا تذکرہ دیکھیں:

— الاجتہاد فی طلب الجہاد، مطبع ابی الہول، القاہرہ ۱۳۴۷ھ

— ترجمۃ المؤلف لمحمد عبد الرزاق حمزۃ، الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث شرح احمد محمد شاکر، مکتبہ محمد علی صبیح واولادہ، القاہرہ ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء ص ۱۴-۱۸

— السیرۃ النبویۃ، تحقیق مصطفیٰ عبد الواحد، مطبع الحلبی، القاہرہ ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۴ء

ـــ ترجمة الحافظ ابن کثیر، عمدة التفسیر عن الحافظ ابن کثیر، اختصار احمد محمد شاکر، دار المعارف، القاہرہ، ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۶ء ص۲۲ـ۳۷

ـــ ترجمة الحافظ ابن کثیر، الفصول فی سیرة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، تحقیق محمد العید الخطراوی اور محی الدین مستو۔ مؤسسة علوم القرآن دمشق، اور مکتبہ دار التراث المدینہ المنورہ، طبع سوم ۱۴۰۲ـ ۱۴۰۳ھ ص۲۹ـ۷۱

ـــ حیاة ابن کثیر فی سطور، مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تحقیق صلاح الدین المنجد دار الکتاب الجدید، بیروت ۱۹۶۱ء ص۵ـ۷

۱۲؎ مندرجہ ذیل نئی مطبوعات میں ابن کثیر کے حوالے ملاحظہ کریں:

ـــ اعلام التاریخ والجغرافیا عند العرب، صلاح الدین المنجد، مؤسسة التراث العربی بیروت، ۱۹۵۹ء

ـــ التفسیر والمفسرون لمحمد حسین الذہبی، دار الکتب الحدیثہ، ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء ۱/ ۲۴۲ــ ۲۴۴

ـــ علم التاریخ عند العرب لمحمد عبد الغنی حسن، مطبعہ التقدم القاہرہ ۱۹۶۱ ص۲۳۹ـ۲۴۵

ـــ مع المفسرین والکتاب لاحمد محمد جمال، دار الکتاب العربی، ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء

ـــ معجم المفسرین لعادل نویہض مؤسسة نویہض الثقافیہ، بیروت ۱۹۸۳ء

ـــ المؤرخون الدمشقیون وآثارہم المخطوطة من القرن الثالث الی نہایة القرن العاشر الہجری لصلاح الدین المنجد، طبع دوم، مطبعہ مصر، القاہرہ، ۱۹۵۶ء ص۵۵ـ۵۶

۱۳؎ — HENRI LAOUST, "Ibn Kathir Historien" ARABICA, PARIS II/1, JANUARY 1955; 42–88 PP. AND ENCYCLOPEDIA OF ISLAM 1971; 3/817–18PP.

ـــ ضیاء الدین اصلاحی "حافظ ابن کثیر" ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ، ہندوستان، ۹۴/ ۵، نومبر ۱۹۶۴ء، ص۳۴۵ـ۳۶۷ ۹۴/ ۶، دسمبر ۱۹۶۴ء، ص۴۲۵ـ۴۴۶ ــ ۹۵/ ۱، جنوری ۱۹۶۵ء، ص۲۳ـ۴۲ ۱۴؎ حاشیہ نمبر۲ میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ ۱۵؎ مرکز مطالعات غرب ایشیا، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ ۱۹۸۰ء ۱۶؎ رسول نمبر۔ نقوش۔ لاہور، پاکستان ۱۳۰/ ۱ دسمبر ۱۹۸۲ء ص۶۳۶ـ۶۹۰ ۱۷؎ استاد شعبۂ شریعت، دار العلوم کالج، قاہرہ یونیورسٹی، قاہرہ۔ مصر ۱۸؎ منہجہ ۱۶۱ ۱۹؎ ایضاً ۶۴ـ ۶۸ ۲۰؎ البدایہ ۱۴/ ۱۱۳ ۲۱؎ ایضاً ۱۴/ ۱۳۰ ۲۲؎ ایضاً ۱۴/ ۱۳۰ ۲۳؎ ایضاً ۱۴/ ۱۴۵

۲۴؎ ایضاً ۱۴/۱۳۷، ۲۵؎ ایضاً ۱۴/۱۴۷ ۲۶؎ الدرر ۳/۲۶-۲۷ ۲۷؎ البدایہ ۱۴/۱۶۸ ۲۸؎ الباعث الحثیث ۴۱ ۲۹؎ البدایہ ۱۴/۸۸، ۲۰۸ ۳۰؎ ایضاً ۱۴/۲۰۳ ۳۱؎ شذرات ۶/۱۷۶، ۳۲؎ الدرر ۱/۱۷۶ ۳۳؎ لحظ الالحاظ ۲۲۳—۲۲۴ ۳۴؎ البدایہ ۱۴/۲۴۵ ۳۵؎ حیاتہ ۳۴، ۴۱، ۴۵، ۴۹، بحوالہ البدایہ ۲/۲۳۱—۲۳۵، ۶/۷۷—۷۸، ۴/۲۴۵/۱ ذیل الحسینی ۵۹، اور منہجہ ۵۳، ۵۶، ۵۸، ۶۲، ۱۰۰ بحوالہ تفسیر ابن کثیر ۱/۵۸۶، ۴/۳۱، ۳۵۶—۳۵۷، ذیل الحسینی ۹ ۳۶؎ البدایہ ۱۴/۱۱۸ ۳۷؎ الدرر ۲/۳۷۹ اور انباء ۱/۳۶۴ ۳۸؎ الدرر ۴/۲۶۹ ۳۹؎ ایضاً ۴/۱۱۰ ۴۰؎ لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ للذہبی، لابن فہد، مطبعہ توفیق، دمشق، ۱۳۴۷ھ ص ۲۲۹ ۴۱؎ منہجہ ۶۸ ۴۲؎ الدرر ۳/۳۷۶، الدارس ۱/۲۳ شذرات ۶/۷۲ ۴۳؎ منہجہ ۶۹ ۴۴؎ الدرر ۲/۲۷۲ ۴۵؎ ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ ۹۴/۵، نومبر ۱۹۶۴ء ص ۳۳۶ ۴۶؎ الدرر ۴/۳۸۴ اور شذرات ۶/۹۲ ۴۷؎ الباعث الحثیث ۱۵ ۴۸؎ عمدہ التفسیر ۱/۲۶ تذکرہ: طبقات ابن قاضی شہبہ ۳/۱۷۴، الاعلام ۷/۱۷۷ البدایہ ۱۴/۳۰۷، البدر الطالع ۲/۲۰۹، الدارس ۱/۵۸، الدرر ۴/۶۱، ذیل السیوطی ۳۶۴ لحظ الالحاظ ۱۵۱ معجم المؤلفین ۱۰/۳۱۵ ۴۹؎ ذیل الحسینی ۵۹ ۵۰؎ حیاتہ ۴۹—۵۰ ۵۱؎ طبقات ابن قاضی شہبہ ۳/۱۶۱ تذکرۃ الاسلام ۶/۳۱۹، انباء ۱/۱۲۸، الدارس ۱/۳۲۸، الدرر ۳/۲۰۴ شذرات ۶/۲۴۴ معجم المؤلفین ۹/۱۹۸ ۵۲؎ الباعث الحثیث ۱۵ ۵۳؎ البدایہ ۱۴/۱۴۱—۱۴۲ ۵۴؎ الدرر ۴/۲۷، اور شذرات ۶/۸۸ ۵۵؎ منہجہ ۶۹—۷۰ ۵۶؎ تاریخ ابن کثیر میں ایک تاجر کے تذکرہ میں ان کا نام "الولدعم" اتفاقاً آگیا ہے ۱۴/۱۲۷ ۵۷؎ انباء ۲/۷۵، ۱/۷۴ ۵۸؎ لحظ الالحاظ ۱۷۸ ۵۹؎ الضوء اللامع لاہل القرن التاسع للسخاوی، مکتبہ القدسی، القاہرہ ۱۳۵۳—۱۳۵۵ھ، ۵/۹۸ ۶۰؎ ایضاً ۱۲/۵۷ اور شذرات ۷/۷ ۶۱؎ ایضاً ۱/۳۷ ۶۲؎ ایضاً ۱۲/۹ ۶۳؎ منہجہ ۸۲—۸۳ ۶۴؎ عمدۃ التفسیر ۱/۲۶ اور ذیل الحسینی ۵۹ ۶۵؎ طبقات ابن قاضی شہبہ ۳/۱۴۵ الدرر ۴/۲۷۰، شذرات ۶/۳۶۶، ذیل السیوطی ۳۶۹ ۶۶؎ شذرات ۶/۳۲۱ ۶۷؎ الدرر ۴/۲۴ اور شذرات ۶/۳۳۷ ۶۸؎ الدرر ۳/۳۹۷ اور حسن المحاضرہ للسیوطی، مطبعہ ادارۃ الوطن، مصر، ۱۲۹۹ھ، ۱/۱۸۵ ۶۹؎ النجوم الزاہرۃ ۱۱/۱۲۴ ۷۰؎ طبقات ابن قاضی شہبہ ۴/۶—۷ ۷۱؎ شذرات ۷/۴۶ ۷۲؎ طبقات ابن قاضی شہبہ ۴/۲۷ اور الدارس ۱/۳۲۰ ۷۳؎ الضوء اللامع ۲/۸۱ اور شذرات ۷/۱۰۰ ۷۴؎ الضوء اللامع ۵/۲۲۱ اور شذرات ۷/۱۰۲ ۷۵؎ لحظ الالحاظ ۲۴۵ ۷۶؎ ابن طولون، قضاۃ دمشق، تحقیق صلاح الدین المنجد، مطبعۃ مجمع العلمی العربی، دمشق ۱۹۵۶ء، ص ۱۳۲ ۷۷؎ الضوء اللامع ۷/۱۰۷ ۷۸؎ شذرات ۷/۱ ۷۹؎ البدایہ ۱۴/۲۹۴—۲۹۵